پاکستان کی سیاست میں خواتین کا کردار: اسلامی تناظر میں

The Role of women in Pakistan's politics: an Islamic Perspective

ڈاکٹر جنید اکبر[i]　　شازیہ جبین[ii]

Abstract

This article discusses the role of women in Pakistan's politics in Islamic perspective. There are three major points of view in this regard:

1. Traditional: *Women were expected to maintain female roles in the house. Their duties are included to take care of the family and be obedient to their husbands. So they should not take any part in political roles.*

2. Islamic: *In political matters Islamic history provides precedents for women. Since the beginning of Islam, women have had a voice in electing their leaders. The leader of an Islamic state is confirmed by the people through a process known as al-bai'ah.*

3. Modern: *at present women are playing all kind of roles in political issues, from elected candidates of Assemblies to Leader of the state and other type of political activities. Some Scholars may suggests and approve all kind of such participation.*

This article concluded

1. *Women could not become Leader of State; however they can perform all of other political duties following the Islamic rules. Women do not travel freely without their mahram.*
2. *Veil/Hijab is necessary for women.*

[i] اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک و تھیالوجی، جامعہ ہری پور

[ii] ایم فل سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک و تھیالوجی، جامعہ ہری پور

3. *For political affairs a lot of time is spent in political discussions. In this condition, women house life should not be disturbed.*
4. *As women meetings with politicians, foreign delegations and visit should be according to Islamic rules.*

Keywords: *Pakistan's Politics, women role in politics, Islam and Politics.*

انسان کی تعریف خواہ کچھ بھی کی جائے۔ عورت نصف انسانیت ہے۔ مرد انسانیت کے صرف ایک حصے کی ترجمانی کرتا ہے تو دوسرے حصے کی ترجمانی عورت کرتی ہے۔ عورت کو نظر انداز کر کے نوع انسانی کا کوئی پروگرام مکمل نہیں کیا جاسکتا۔ خواتین معاشرے کا ناگزیز عنصر ہیں، خواتین کی صلاحیتیں، ان کا مقام و حیثیت اور عملی کردار معاشروں کے عروج و زوال کا سبب ہے۔ کیونکہ افراد معاشرہ کی تربیت کرنے والی خواتین ہی ہوتی ہیں۔ عصر حاضر میں زندگی کے تقریباً تمام شعبوں میں ہی عورتوں کی نمائندگی موجود ہے، گھریلو کاموں سے لے کر، ملکی نظم و نسق، دفاعی و عسکری اداروں، پارلیمنٹ یہاں تک کہ ستاروں پر کمند ڈالنے تک کے مشن میں عورتوں کا کردار شامل ہو چکا ہے۔

امین احسن اصلاحی نے خواتین کی سرگرمیوں کی اسلام کی روشنی میں وضاحت کی ہے۔ امین احسن اصلاحی اپنی کتاب "اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام" کے باب دوم میں "نظریہ مساوات مرد و زن شریعت کی کسوٹی پر" میں مرد و زن کو سورج اور چاند سے تشبیہ دیتے ہیں، اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے:

> "اسلام اس مفہوم میں مرد اور عورت کی آزادی کا قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو پیدا کیا، جس طرح اس کائنات میں مرد ضروری عنصر ہے، اس کی تخلیق کا مقصد ہے، اسی طرح عورت بھی اس کائنات کی مشین کا پرزہ ہے۔ جس طرح مرد میں کچھ خاص قابلتیں ہیں ایسے ہی عورت میں بھی ہیں، مرد اور خواتین اپنے اپنے خاص میلانات اور رجحانات رکھتے ہیں۔ اس لئے مرد اور عورت کو اپنے اپنے میلانات اور رجحانات کے مطابق سورج اور چاند کی طرح اپنے اپنے دائروں میں قدرت کی منشا کی تکمیل میں سرگرم رہنا چاہیئے۔ سورج کو یہ حق نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ چاند کی سرگرمیوں میں خلل انداز ہو سکے اور نہ ہی چاند سورج کے کاموں میں مزاحمت پیدا کر سکے[1]۔"

پاکستان میں خواتین کے سیاسی کردار کا اسلامی تناظر میں جائزہ لینے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اسلام میں عورت کے سیاسی کردار کے بارے میں عمومی بحث پیش کی جائے اور اس بارے میں مسلم مفکرین کی مختلف آراء کا تذکرہ کیا جائے جس سے اس موضوع کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا ایک عمومی تصور سامنے آسکے، اس کی روشنی میں پھر پاکستان میں عورتوں کے سیاسی کردار کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر بیان کیا جاسکتا ہے۔

اس ضمن میں مسلم مفکرین و علماء کی بنیادی طور پر دو مختلف نقطۂ نظر ہیں اور دلائل پر مبنی ہیں، البتہ اس مقالہ میں اُن دونوں کو بیان کرنے کے بعد، راجح اور نصوصِ شرعیہ سے غیر متصادم حکم کا آخر میں ذکر کیا جائے گا۔ خواتین کے سیاسی کردار کے بارے میں دو موقف مندرجہ ذیل ہیں:

1. عورت کا سیاست میں کوئی کردار نہیں ہونا چاہیے۔
2. خواتین کو ملکی، سیاسی معاملات سے الگ رکھنا ان کی حق تلفی ہے۔

پہلا موقف

عورت کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے، عورت کی سیاسی معاملات میں شمولیت متضاد چیز معلوم ہوتی ہے۔ عورتوں کا سیاسی میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا کئی مسائل کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے، عملی سیاست انتہائی تگ ودو، بھاگ دوڑ اور پر مشقت کام ہے۔ خواتین کے لئے عملی سیاست میں فرائض کی انجام دہی کٹھن ہے۔ اگر کہیں دنیا کی سیاست میں خواتین کامیابی و کامرانی سے فیض یاب ہو رہی ہیں۔ تو یقیناً گھریلو معاملات میں ناکام ہو گئیں۔ اگر خواتین اپنے خاندانی فرائض کو نظر انداز کر کے زندگی کے ہر میدان میں شرکت کرے گی تو خاندانی ادارہ عدم استحکام کا شکار ہو جائے گا، اس خاندانی عدم استحکام کے اثرات دیگر شعبہ جات زندگی پر بھی مرتب ہوں گے۔

دلائل

اس رائے کے قائلین حضور ﷺ کی مندرجہ ذیل حدیث کو اپنے موقف میں بطور دلیل استعمال کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ اہلِ فارس نے کسری کی بیٹی کو اپنا سربراہ بنالیا ہے؛ تو آپ نے فرمایا:

لَنْ يَفْلَحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرهمْ امْرَأَةً[2]

"وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جو کسی عورت کو اپنا سربراہ بنالے۔"

اس سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ عورت کی آزادانہ سیاسی سرگرمیوں سے صرف خاندانی نظام ہی مسائل اور عدم استحکام کا شکار نہیں ہوتا ہے بلکہ عورت کی حکمرانی قوم کی کامیابی میں اہم رکاوٹ سمجھی جاتی ہے۔

دوسرا موقف

مردوں کی طرح خواتین کو بھی سیاسی حقوق حاصل ہونے چاہیئے، خواتین کو ملکی معاملات سے الگ رکھنا ان کی حق تلفی ہے۔ خواتین کی سیاسی شراکت کو وقت کا تقاضا سمجھا جاتا ہے کیونکہ خواتین ملکی آبادی کا نصف ہیں۔اس موقف کے قائلین ازواج مطہرات اور صحابیات کی رائے دہی، مشاورت، جنگی، معاشی اور انتظامی معاملات میں شمولیت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کے سیاسی حقوق کا جائزہ لینے سے کئی مثالیں موجودہ دور میں ہمارے لئے مشعل راہ ثابت ہوتی ہیں۔اسلام نے جس طرح سے عورت کے مقام و مرتبہ کو انسانی معاشرے میں بلند کیا ہے اور عورت کے ہمہ جہت کردار کو مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، سماجی اور سیاسی ہر اعتبار سے اہمیت سے ہمکنار کیا ہے اس کی کوئی دوسری نظیر نہیں ملتی۔اسلام نے قانون کے نفاذ میں بھی عورت کے حق کو مستحضر رکھا ہے۔اسے ملکیت کا حق عطا کیا ہے۔ عورت کے سیاسی اور ملکی حقوق میں رائے دہی، مشاورت، معاشی اور انتظامی مناصب شامل ہیں۔

ریاستِ مدینہ کی بنیاد کے ساتھ ہی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سنت مبارکہ سے عورت کے حق رائے دہی کو قانونی بنیاد فراہم فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے خلفائے راشدین نے اپنے ادوار میں خواتین کی رائے کی ریاستی معاملات میں شمولیت یقینی بنائی۔ اسلام میں داخل ہونے والے مردوں سے جس طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعت لیتے تھے اسی طرح عورتوں سے بھی بیعت لیتے تھے۔اسلام میں اظہار خیال کی آزادی کی جس طرح ہمت افزائی کی ہے۔خواتین مجلس شوریٰ میں اسی کی بناء پر اپنی رائے کا اظہار آزادی سے کرتی تھیں۔

اسلام میں خواتین سے شرعی معاملات میں مشاورت جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں،

صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کرنا صائبۃ الرائے خواتین سے مشاورت کا اصول بیان کرتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تعلیم پر خلفائے راشدین بھی عمل پیرا رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عسکری خدمات انجام دینے والے افراد کے گھر سے باہر رہنے کی مدت کا تعین ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مشورہ سے کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بے شمار مسائل میں رجوع کرتے تھے. مشاورت کے علاوہ سفارتی مناصب پر نظر ڈالیں تو ریاستی معاملات میں عورت کے کردار پر اسلام کے اعتماد کا نتیجہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ۲۸ھ میں حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کو ملکہ روم کے دربار میں سفارتی مشن پر بھیجا[3]۔

بعثت أم كلثوم بنت عليّ بن أبي طالب إلى ملكة الروم بطيب و مشارب واحفاش من أحفاش النساء، وجاءت امرأة هرقل و جمعت نساءها وقالت : هذه هدية امرأة ملك العرب وبنت نبيهم[4].

"حضرت اُم کلثوم بنت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما کو روم کی ملکہ کی طرف خوشبو، مشروبات اور عورتوں کے سامان رکھنے کے صندوقچے دے کر بھیجا گیا۔۔۔۔آپ کے اِستقبال کے لیے ہرقل کی زوجہ آئی اور اس نے (روم کی) خواتین کو جمع کیا اور کہا: یہ تحفے عرب کے بادشاہ کی بیوی اور ان کے نبی کی بیٹی لے کر آئی ہیں۔"

اس طرح آپ نے سفارتی مناصب پر عورتوں کی تقرری کی نظیر قائم فرمائی۔

مسلم معاشرے میں خواتین کو صرف مجلس شوری کی رکنیت اور سفارتی مناصب کا حق ہی حاصل نہیں تھا بلکہ وہ مختلف انتظامی و انصرامی ذمہ داریوں پر بھی فائز تھیں مثلاً حضرت سمراء بنت نہیک اسدیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ مبارک پایا تھا اور کافی عمر رسیدہ تھیں۔ وہ جب بازار میں سے گزرتیں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی تھیں۔ان کے پاس ایک کوڑا تھا جس سے ان لوگوں کو مارتی تھیں جو کسی برے کام میں مشغول ہوتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شفا بنت عبداللہ عدویہ کو بازار کا نگران مقرر کیا تھا، وہ Accountability کورٹ اور Market administration کی ذمہ دار تھیں[5]۔

علامہ ابن رشدؒ کہتے ہیں:

"ریاست کا تصور اس وقت تک نامکمل اور ناقص رہتا ہے، جب تک کہ اس میں عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ اجتماعی خدمات میں شریک نہ ہوں، ان کے نزدیک ریاست کے فرائض میں یہ بات داخل ہے کہ وہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کا اس ڈھنگ سے اہتمام کرے کہ جس سے خواتین کا کردار ریاست کے لئے بہترین اور سود مند ثابت ہو سکے۔ ابن رشد کو اس بات پر تعجب ہے کہ اسلامی حکومتیں عورتوں کی اتنی بڑی تعداد کی فطری صلاحیتوں سے استفادہ نہیں کر رہی ہیں[6]۔"

خواتین کے سیاسی کردار کی صورتیں

(۱)خواتین بطور مشیر (۲)خواتین بطور سفیر (۳)خواتین بطور سربراہ مملکت

(۴)خواتین بطور ووٹر (۵)خواتین بطور قانون ساز اداروں کی ممبر

(۵)خواتین کی انتظامی عہدوں پر تقرری (۶)سیاسی امیدوار کی حیثیت سے انتخابات میں شمولیت (۷)خواتین کا جماعت سازی کرنا (۸)احتجاج، جلسے جلوسوں اور دھرنوں میں شرکت

ان سیاسی سرگرمیوں کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو مندرجہ ذیل بنیادی امور سامنے آتے ہیں:

1. خواتین کے لئے ان تمام سیاسی سرگرمیوں کے دوران پردے کی پابندی لازم ہے۔
2. خواتین کے لئے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں ہے۔
3. سربراہ مملکت کو نماز کی امامت بھی کروانی ہوسکتی ہے جبکہ عورت امامت نہیں کرواسکتی ہے۔
4. مسلمانوں کے عہد عروج میں بھی خواتین کو کہیں بھی سربراہ مملکت، حاکم، خلیفہ یا قاضی کا عہدہ تفویض نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی ازواج مطہرات میں سے کسی کو سربراہی کے لئے منتخب کیا گیا، اسی لئے عورت کی سربراہی کا جواز پیدا کرنا، اسلامی تعلیمات سے روگردانی ہے۔
5. جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگوں میں خود شریک ہوئے تو کبھی بھی اپنا قائم مقام عورت کو مقرر نہیں کیا۔
6. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور ہم مسلمانوں کی مائیں اس وقت کی مسلمان عورتوں سے ہزارہا درجہ بہتر تھیں۔ اور سب سے بڑی بات کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت یافتہ تھیں۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی حکومت کے کام ان کے سپرد

نہیں کیے۔

7. سربراہ مملکت کو غیر ملکی سربراہان سے ملاقاتیں کرنا ہوتی ہیں، جو اکثر علیحدگی میں ہوتی ہیں۔ خواتین کے لئے مردوں سے علیحدگی میں ملاقات جائز نہیں ہے۔

8. سربراہ مملکت کو بین الاقوامی تعلقات کے فروغ کے لئے دوسرے ممالک کے دورے اور ان ممالک میں قیام بھی کرنا ہوتا ہے۔ جو خواتین کے لئے بغیر محرم کے جائز نہیں ہے۔

9. خواتین کے لئے اسلامی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے جماعت سازی کا اختیار حاصل ہے۔ مثلاً خصوصاً خواتین کی جماعت ہو، خواتین کے مسائل کا احاطہ اور خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرے۔

10. خواتین کے لئے قانون ساز اداروں اور مجلس شوریٰ کی رکنیت جائز ہے۔ لیکن خواتین کی طرف سے رائے کا اظہار پردے کی حدود میں رہتے ہوئے ہونا چاہیئے۔

11. عورت کو اپنی آواز دھیمی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

12. عہد اسلام میں بھی خواتین کو جہاد کی ذمہ داریوں سے مستثنیٰ رکھا گیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنگیں ہوئیں تو اسلامی افواج میں عورتوں کو بھرتی نہیں کیا گیا اور نہ ہی انہیں جہاد میں شرکت نہ کرنے پر کسی قسم کی سختی کا سامنا کرنا پڑا۔

13. اسلام میں مرد و عورت کے دائرہ کار کی وضاحت کر دی گئی ہے (عورت پر گھر کی ذمہ داریاں، مرد پر بیرون خانہ ذمہ داریاں) مرد اور خواتین کے ایک دوسرے کے دائرہ کار میں دخل اندازی سے معاشرہ بھی عدم استحکام کا شکار ہو گا۔

14. خواتین کو مشاورت، رائے دہی، تنقید و احتساب، سفارتی اور انتظامی مناصب کے حقوق حاصل ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ اسلامی اصولوں کی پاسداری بھی لازم ہے۔

پاکستانی خواتین کے سیاسی کردار کا اسلام کی روشنی میں جائزہ

پاکستان کی سیاست میں خواتین کے سیاسی کردار کا جائزہ لیا جائے تو پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے جس میں ہر عورت کے جان و مال اور ناموس کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہے۔ شریعت نے عورت کو جو حقوق دے رکھے ہیں اس لحاظ سے پاکستانی ریاست کی بھی ذمہ داری ہے کہ

خواتین کو ان حقوق سے بہرہ مند کرنے کے لئے ان کو پوری آزادی دیں۔ کسی قسم کا کوئی بھی قانون یا رسم ورواج پاکستانی خواتین کی آزادی پر اثرانداز نہ ہوسکے۔ عورت کو اپنی ذاتی ملکیت (Private Property) رکھنے کا حق ہے اور حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے اس حق کی حفاظت کرے۔ نیز عورتوں کو تحریر و تقریر کی مکمل آزادی حاصل ہونی چاہیئے۔ وہ اپنی انجمنیں بنا سکتی ہیں، اپنے اخبار و رسالے نکال سکتی ہیں۔ حکومت پر تنقید کر سکتی ہیں اور ہر قسم کے ملکی و بین الاقوامی معاملے پر اپنی علیحدہ رائے اور اس کے اظہار کی آزادی اسے حاصل ہے۔

پاکستان میں خواتین کے لئے سیاست کے دو رُخ

عصر حاضر میں پاکستان میں خواتین کے سیاسی کردار کا جائزہ لیں تو دو پہلوؤں منظر عام پر آتے ہیں:

(۱) بے جا سیاسی آزادی	(۲) خواتین کا گھروں سے باہر نکلنا بھی معیوب

حالیہ دور میں پاکستانی خواتین کی سیاسی آزادی میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ سیاست کے ہر شعبے پارلیمنٹ، سینٹ، صوبائی اسمبلیوں کے اراکین، بلدیاتی اراکین، صحافی، سفیر، ترجمان، سیکریٹری، وزیر خارجہ، اسپیکر کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔ پارلیمنٹ اور دیگر حکومتی اداروں میں سیاستدان خواتین کے لئے کوئی الگ فورم یا ادارہ موجود نہیں، نہ ہی سیاستدان خواتین اس معاملے کی طرف حکومتی حکام کی توجہ مبذول کروا رہی ہیں بلکہ خواتین نے خود کو اس مخلوط نظام کا حصہ بنالیا ہے۔ یہ نظام نہ خود ان خواتین کے لئے اور نہ حکومت میں شامل اراکین کے لئے معیوب سمجھا جاتا ہے۔

عہد حاضر میں خواتین سیاست دان آزادانہ جلسے جلوسوں اور دھرنوں میں شریک ہوتی ہیں۔ اندرون اور بیرون ممالک بغیر محرم کے سفر، اسمبلیوں کے اجلاس کئی روز تک جاری رہتے ہیں، پارٹی کے ممبران کو مختلف معاملات کے لئے مذاکرات کی ضرورت ہوتی ہے۔ پارٹی اور اسمبلی کے ممبران ملاقاتیں کرنے، ظہرانوں اور عشائیوں میں شریک ہونے کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔ جس طرح کی خواتین کو سیاسی آزادی حاصل ہے۔ ایسے میں اسلامی اصولوں کی پاسداری خال خال ہی نظر آتی ہے۔ چند ہی خواتین پردے کی پابند ہیں۔ خواتین کی بے جا آزادی جس کو تحریک نسواں، حقوق

اور وقت کے تقاضے سے منسلک کیا جارہا ہے۔ یہ آزادی اسلام کے منافی، معاشرتی عدم استحکام، بے حیائی اور کئی برائیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں۔

جب کہ اکیسویں صدی میں پاکستان میں کچھ ایسے علاقے (قبائلی اور پسماندہ علاقہ جات) بھی موجود ہیں جہاں زیادہ تر باشندے خواتین کے سیاسی کردار کے بارے میں قدامت پسندانہ تصورات کے حامل ہیں۔ ان علاقوں میں خواتین زیادہ تر گھر کے اندر ہی رہتی ہیں اور صرف پردے میں ہی گھر سے باہر نکلتی ہیں۔ خواتین کا گھروں سے نکل کر تعمیر وطن میں کوئی کردار ادا کرنا یا خود اپنے خاندان کے وسائل میں اضافہ کرنا معیوب ہی نہیں گناہ خیال کیا جاتا ہے۔ اُسے اپنی زندگی کے اہم ترین فیصلوں میں بھی کوئی رائے رکھنے یا اس کا اظہار کرنے کا حق حاصل نہیں۔ جبکہ اسلام خواتین کو بھی رائے دہی، مشاورت، تنقید واحتساب کی آزادی دیتا ہے۔

پاکستانی عورت کو قانونی مساوات، شخصی آزادی، بے لاگ و بے معاوضہ انصاف کا حق حاصل ہونا چاہیئے۔ ملک کی سیاست میں شریک خواتین کو بھی پردے، سفر، انتخابی، وزراتی، اور مشاورتی معاملات میں اسلام کی روح کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

اسلامی روایات کی روشنی میں پاکستان کی سیاسی صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو اول خواتین کے لئے سب سے بہتر یہی ہے کہ ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلے، جبکہ جلسے اور دھرنے خواتین کے لئے اہم نہیں، جدید تیز رفتار عہد میں پردے کی پاسداری کرتے ہوئے بھی حکومت پر تنقید کر سکتیں ہیں، تحریری طور پر کالم، رسائل، اخبارات، نیٹ رائے کے اظہار کے بہترین ذرائع ہیں۔

دوم آج حکومت کی طرف سے کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جارہا جس کے تحت خواتین کو پردے کا پابند کیا جائے۔ اس کو انفرادی مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ گویا پس پردہ پاکستان میں بھی سیکولر ممالک کی تقلید کی جارہی ہے۔ جبکہ پاکستان نظریہ اسلام کی بنیاد پر وجود میں آیا ہے۔ سیاست میں پردے کی پابند خواتین چند ایک ہی ہیں۔ سیاستدان خواتین آزادنہ طور پر مخلوط محفلوں میں شریک ہیں۔ صرف سیاستدان خواتین ہی نہیں بکہ عام خواتین بھی بغیر محرم کے سفر میں عار محسوس نہیں کرتی۔ دوسرے غیر مسلم، مغربی معاشروں کی تقلید میں مسلم خواتین کو اسلامی اصولوں سے پہلو تہی نہیں کرنی چاہیئے۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی[7] کہتے ہیں:

"پارلیمانی انتخابات سے عورت کو روکنے کا مطلب گویا یہ ہے کہ اسے گھر کی چار دیواری میں قید کر دیا، لیکن مصلحت اس میں یہ ہے کہ مسلمان عورت بہت اشد ضرورت کے وقت گھر سے باہر نکل سکتی ہے اور اس کی کچھ حدود ہیں اور انتخابات میں حصہ لینا اس میں شامل نہیں ہے نہ ہی یہ اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس طرح اسے گھر سے باہر زیادہ وقت گزارنا پڑے گا۔ جلسوں سے خطاب اور جلسوں کی قیادت کے لئے جیسا کہ مرد سیاستدانوں کو کرنا پڑتا ہے اور حدیث شریف کے احکام یہ ہیں کہ عورت کی نماز اپنے گھر میں افضل ہے اس کی مسجد میں نماز سے اور پھر اپنی کوٹھڑی (کمرے) میں نماز افضل ہے حالانکہ مردوں کے لئے نماز باجماعت انفرادی نماز سے (۲۷) گنا افضل ہے۔ عورت کو شوہر کی وفات پر عدت میں بیٹھنے کا حکم ہے، اس کو قید تصور نہیں کیا جاتا ہے۔"

مزید فرماتے ہیں:

"سیاسی تگ و دو کے لئے عورت کو ملک اور بیرون ملک سفر کرنا پڑیں گے اور عورت حج و عمرہ جیسے مقدس فریضے کی ادائیگی کے لئے بھی بغیر محرم کے سفر نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ عام سفیر یا سیاسی سفیر[8]۔"

البتہ پاکستان میں مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر خواتین کی سیاسی سرگرمیوں کی حمایت کی جاتی ہے:

1. خواتین کی آبادی زیادہ ہونے کے پیش نظر ان کو بھی معاشی، معاشرتی اور سیاسی بلکہ ہر شعبہ زندگی میں شامل کیا جائے۔
2. انتخابات میں خواتین کی مساوی شمولیت جمہوری عمل اور اداروں کو جائز قانونی حیثیت دینے کیلئے ناگزیر ہے۔
3. خواتین کو ظلم، ناانصافی اور استحصال سے نجات دلانے کے لیے خواتین اراکین موثر کردار ادا کر سکتی ہیں۔
4. عورت کو حقوق دینا اصل میں سماج کو حق دینا ہے۔
5. کوئی بھی قوم اس وقت ترقی کر سکتی ہے جب تک اس قوم کے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی ملکی ترقی میں بھی حصہ لیں کیونکہ نصف سے زیادہ آبادی کو مفلوج بنا کر ترقی کا حصول ناممکن ہے۔

6. حکمرانوں کی تمام پالیسیاں معاشرے کو متاثر کرتی ہیں، خواتین بھی اس معاشرے کا حصہ ہیں، اس لیے خواتین کو ان معاملات پر اپنی رائے دینی چاہیے۔ پالیسی سازی میں خواتین کی رائے کا اظہار مشاورت کی سی حیثیت رکھتا ہے۔

پاکستانی سیاست میں عورت بحیثیت سربراہ مملکت

خواتین کے سیاسی کردار پر غور کیا جائے تو سربراہی سب سے اہم پہلو ہے۔ پاکستان میں عورت کی سربراہی کے متعلق دو طرح کا طرز عمل پایا جاتا ہے۔ عورت کی سربراہی کی مخالفت اور حمایت۔

پاکستان کی سیاسی تاریخ میں 1964ء میں ایک عورت (فاطمہ جناح) کو حکمران نہیں بننے دیا گیا تھا جبکہ 1988 ء میں ایک دوسری عورت (بے نظیر بھٹو) کو وزیر اعظم بنوانے میں بھرپور مدد فراہم کی گئی تھی۔ بے نظیر کو پاکستان کی گیارہویں اور مسلم ممالک کی پہلی خاتون وزیر اعظم بننے کا اعزاز حاصل ہے۔ 1993ء میں بے نظیر دوسری مرتبہ وزیر اعظم بنی تھیں۔

پاکستان کی تاریخی سیاسی صورت حال اور لوگوں کے طرز فکر (مخالفت اور حمایت) میں تضاد کے استحصال کے لئے اسلام کی روشنی میں لائحہ عمل تشکیل دے کر افراد معاشرہ کو ایک سوچ پر متحد کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان کے اسلامی ملک ہونے کے باوجود سیاسی نظام کو اسلام سے ہم آہنگ کرنے کے لئے کوئی شق منظر عام پر نظر نہیں آتی ہے، آئین[9] میں یہ تو درج ہے کہ ملک کا مذہب اسلام ہو گا اور پارلیمنٹ جو اہم قانون سازی کا ادارہ متصور ہوتا ہے، اس میں خواتین کے حقوق کے لئے تو قانون وضع کئے جا رہے ہیں، لیکن کوئی ایسا قانون نہیں پاس کیا گیا، جس میں خواتین کو اسلامی احکامات کا پابند کیا گیا ہوتا۔ پاکستان میں صدر اور وزیر اعظم سربراہ مملکت کے عکاس ہیں۔ آئین میں ان کے لئے مندرجہ ذیل شرائط بیان کی گئیں ہیں۔

1. اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق پاکستان کی وفاقی جمہوریہ کا ایک صدر ہو گا جو مملکت کا سربراہ ہو گا اور جمہوریہ کے اتحاد کی نمائندگی کرے گا۔
2. صدر اور وزیر اعظم مسلمان ہو گئے۔

3. صدر کی عمر کم از کم 45 سال ہو گی اور وہ قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کا اہل ہو گا۔
4. آئین کے شیڈول دوّم میں تحریر شدہ طریقہ کار کے مطابق دونوں ایوانوں اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان پر مشتمل انتخابی ادارہ صدرِ مملکت کا انتخاب کرے گا۔
5. پاکستان کی قومی اسمبلی کے ممبران وزیر اعظم کو منتخب کرتے ہیں۔
6. وزیر اعظم کا یہ عہدہ پانچ سال کے لئے ہوتا ہے۔
7. صدر پاکستان کے پاس وزیر اعظم اور اسمبلی کو برخاست کرنے کا قانونی حق حاصل ہے۔
8. ریاست کا سربراہ تو صدر ہوتا ہے مگر وزیر اعظم تمام انتظامی اور حکومتی امور کا سربراہ ہوتا ہے[10]۔

ان شرائط پر غور کرنے سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ آئین میں صدر اور وزیر اعظم کے انتخاب، عہدے کی میعاد، برطرفی، اختیارات اور مسلمان ہونے کی وضاحت کی گئی ہے لیکن خواتین کے لئے ان عہدوں پر فائز ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کوئی تبصرہ موجود نہیں ہے۔جب کہ اس بارے میں ایک اہم مثال عہد رسالت کی ہے جو آج بھی مسلم امہ کے لئے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔پرویز شاہِ کسریٰ کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا تھا اور چھ ماہ بعد وہ خود بھی چل بسا تھا، ولی عہد اور کوئی نہیں تھا۔اس پر انہوں نے شہزادی بوران کو تخت پر بٹھا دیا۔ایران کی شہزادی کی سربراہی کا ذکر سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:

> لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللہ اَنَّ اَهْلَ فَارِسَ مَلَّکُوْا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْ اَمْرَهُمْ اِمْرَأَةً[11]
>
> "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ اہل کسریٰ کی بیٹی کو اپنا سربراہ بنالیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جنھوں نے اپنا سربراہ عورت کو بنالیا۔"

حضور ﷺ نے مسلمانوں کے لئے ملکی معاملات عورتوں کے سپرد کرنے کو ذلت کے مترادف قرار دیا ہے۔

اسی بارے میں سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ اپنی کتاب "اسلامی ریاست" میں کسی مشاورتی اسمبلی یا پارلیمنٹ کی رکنیت اور مملکت کی سربراہی کے اہل ہونے کی دو اقسام پر بحث کرتے ہوئے، پہلی قسم یعنی قانونی اہلیت کی چار شرائط بتائی ہیں جن میں سے ایک "مرد" ہونا بھی ہے وہ شرائط

مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مسلمان ہونا چاہیئے (۲) مرد ہونا چاہیئے (۳) بالغ اور صحیح الدماغ ہونا چاہیئے

(۴) اسلامی ریاست کا شہری ہونا چاہیئے[12]۔

اسی طرح سربراہ مملکت کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

"سربراہ حکومت کی شرائط اہلیت میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مرد ہو، عورت نہ ہو۔ اس لئے کہ عورت کی عقلی قوت ناقص ہے، جنگ و پیکار میں بے کار ہے اور محفلوں میں شرکت کے قابل نہیں ہے تو اس سے مطلوبہ ذمہ داریاں پوری نہیں ہو سکیں گی[13]۔"

عورت کی سربراہی کی حمایت کرنے والے اس کو جدید عہد کی ضرورت، عورت کی آزادی اور حقوق سے تعبیر کرتے ہیں۔ جبکہ عورت کی حاکمیت کی مخالفت میں دلائل زیادہ مصدقہ اور پختہ ہیں۔ عورت و مرد کی ذمہ داریوں کا دائرہ کار بھی جدا ہیں۔ ایسے معاشرتی اور خاندانی نظام بھی عدم استحکام کا شکار نہیں ہو گا۔

گزراشات و نتائج

مذکورہ بحث کا تجزیہ کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پاکستانی سیاست میں شامل خواتین کے لئے شریعت کو مد نظر رکھتے ہوئے اصلاحات کی جائے۔ صرف خواتین کے سیاسی کردار کے فروغ کے لئے قانون سازی اور قانون پاس کرنے پر زور نہ دیا جائے بلکہ ان قوانین کا نفاذ اسلام کی روشنی میں ممکن بنایا جائے۔

خواتین کی سیاست میں کردار کی بات ہو یا عورتوں کے سیاسی حقوق کے تعین کا معاملہ ہو، پاکستانی مسلمانوں کو فیصلہ کرنا ہے کہ ان کے لئے بہترین لائحہ عمل مغربی معاشرے کی پیروی میں ہے یا مسائل کے حل کے لئے اُنہیں اسلام سے رہنمائی طلب کرنی ہے کیونکہ اسلام ایک آفاقی دین ہے اور جس کی تعلیمات ہر زمانے کے لئے ہیں۔

فیصلہ سازی کے یہ ادارے مثلاً پارلیمنٹ، صوبائی اسمبلیاں، بلدیاتی نظام، اعلیٰ عدلیہ، حکومتی ادارے اور بورڈ میں صرف خواتین کی نمائندگی بڑھانے پر زور نہ دیا جائے بلکہ خواتین کے لئے موثر اقدامات کئے جائے۔ دیہی اور شہری خواتین سیاستدانوں کے مسائل میں تضاد کے پیش نظر الگ الگ قوانین وضع کئے جائیں۔ مثلاً دیہی خواتین کو ہر طرح کی سیاسی سرگرمیوں پر مخالفت کا سامنا

ہے، جبکہ شہری خواتین کو فیشن اور بے جا آزادی کے سبب ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔

صوبائی کمیشن کو خواتین سے متعلق قانون سازی کے لئے سیاسی طور پر خود مختار بنایا جائے اور اس قانون سازی کو دوسرے صوبوں تک پھیلایا جائے ،اس کے علاوہ وفاقی سطح پر مکمل خود مختار فورم بنایا جائے جس میں علماء دین کو شامل کیا جائے، یہ فورم درست انداز میں عورتوں کے مسائل کو اٹھائے۔

خواتین کے لیے سیاسی جماعتوں کے منشور میں بظاہر خوشنما وعدوں کی لمبی تحریروں کے بجائے اسلامی اصولوں کی جھلک عیاں ہونی چاہیئے۔ صرف سیاستدان خواتین ہی نہیں بلکہ تمام خواتین میں اسلام سے متعلق شعور اجاگر کرنے کے لئے انتظامات کیے جائیں۔

ضرورت اس امر کی ہے خواتین میں سیاسی شعور اور دلچسپی کو بڑھایا جائے۔ پاکستانی خواتین خود کو روایتی سیاست میں نہ ڈھال لیں بلکہ پورے خلوص سے ملک و قوم کی صحیح معنوں میں خدمت کرنے کے لئے کوشاں رہیں۔ تاریخ اسلام میں عورتوں کے سیاسی کردار سے آگاہی، پاکستان میں خواتین کی سیاسی حالت کی تبدیلی میں مدد گار ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 امین احسن اصلاحی، اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام: ۸۳، فاران فاونڈیشن لاہور، ۱۹۹۶ء

2 امام بخاری، أبوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، باب کتاب النبی ﷺ الی کسریٰ وقیصر، حدیث (۴۴۲۵) دار طوق النجاۃ، بیروت، ط ۱، ۱۴۲۲ھ

3 الطبری، ابوجعفر محمد بن جریر الطبری، تاریخ الامم والملوک، بیت افکار الدولیۃ: ۶۰۱، عمان الاردن (س۔ن)

4 نفس مصدر

5 ابن حزم الاندلسی، المحلی ۹: ۴۲۹، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ مصر (س۔ن)

6 مولانا محمد حنیف ندوی، اساسیات اسلام: ۱۹۴، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، طبع سوم، ۲۰۰۹ء

7 قاہرہ یونیورسٹی مصر میں فقہ اسلامی کے پروفیسر ہیں۔

8 موسیٰ خان، اسلام میں حیثیت نسواں: ۳۵۰، دعا پبلی کیشنز لوئر مال لاہور، ۲۰۰۴ء

9 آئین کسی مملکت کا وہ اساسی قانون ہوتا ہے، جو اس مملکت کے نظریات، تصورات اس کے اندرونی نظم ونسق کے بنیادی اُصولوں اور اس کے مختلف شعبوں کے درمیان فرائض اور اختیارات کی حدود کا تعین کرتا ہے۔

10۔ جمشید عالم، سابق ڈائریکٹر جنرل، قومی سلامتی کونسل،، نظام حکومت، پاکستان کی وفاقی حکومت کا تنظیمی ڈھانچا اور طریق کار http://nlpd.gov.pk/ilmofun/6.php, Accessed Jan4,2016

11 صحیح البخاری، باب کتاب النبی ﷺ الی کسریٰ وقیصر، حدیث (۴۴۲۵)

12 سید ابوالاعلی مودودی، اسلامی ریاست: ۳۴۸، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، (س۔ن)

13 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء: ۴، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۹۷۶ء